علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(علمی وسیاسی خدمات)

احسان اللہ فہد فلاحی، بیت العذراء، جامعہ اُردو روڈ، علی گڑھ۔

قسط نمبر (۱)

ہندوستان کے اصحاب سیف وقلم علماء میں علامہ شبیر احمد عثمانی (۱۸۸۵م - ۱۹۴۹م) کا نام نامی اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ آپ کی جولانگاہ ہندوستان کا وہ ماحول اور سرزمین تھی جو ہندو مسلم منافرت، انگریزی سازشوں کی تباہ کاری اور مسلم ملت کی زبوں حالی سے سسک رہی تھی۔ آپ نے وقت کے دھارے میں بہنے والے علماء کے خلاف وقت کو اپنے افکار ونظریات کے موافق بنانے کی کوشش کی۔ تقسیم ہند کے وقت حالات کے دباؤ کے آگے جھکنے سے انکار کیا۔ دو قومی نظریہ کی علی الاعلان علمبرداری کی۔ اور قرآن وسنت سے اس کے حق میں دلائل دیئے۔ علماء دیوبند کی ایک بڑی تعداد کو اپنا ہمنوا بنایا اور رفتہ رفتہ وہ ہندوستانی علماء جو حالات کی نبض شناسی اور قرآن وسنت میں درک رکھتے تھے آپ کے افکار کے معتقد ہوگئے۔ اور دیوبند اسکول کا ایک بڑا طبقہ اسلامی

کچھ اور تشخص کے خلاف ہونے والے ہندو جارحانہ عزائم کے سامنے سدراہ بن گیا۔

علامہ شبیر احمد عثمانی کے والد محترم کا نام مولانا فضل الرحمان تھا۔ آپ اپنے زمانہ کے فاضل اردو ادب کے ماہر اور ڈپٹی انسپکٹر مدراس تھے آپ کے والد نے آپ کا نام پہلے فضل اللہ رکھا لیکن بعد میں عشرۂ محرم کی نسبت سے شبیر احمد رکھا۔ اور بعد میں یہی نام مشہور ہوا۔ ۱۳۱۲ھ میں آپ نے حافظ محمد عظیم دیوبندی سے اردو پڑھنا شروع کیا۔ ۱۳۱۴ھ میں منشی منظور احمد دیوبندی سے فارسی کا درس لینا شروع کیا۔ بعد ازاں فارسی کی بڑی بڑی کتابیں مولانا محمد یٰسین صاحب۔ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند سے پڑھی ۱۳۱۹ھ میں ۱۴ سال کی عمر میں آپ نے عربی کی تعلیم کا آغاز کیا۔ عربی کے اساتذہ میں مولانا محمد یٰسین صاحب شیرکوٹی، مولانا غلام رسول صاحب ہزاروی، مولانا حکیم محمد حسن صاحب دیوبندی اور بالخصوص حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا تھے ۱۳۲۵ھ میں تعلیم سے فراغت پائی۔ فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند میں چند ماہ تک بحیثیت مدرس کام کرتے رہے۔ اس کے بعد فتح پوری دہلی کے مدرسہ نے آپ کو بحیثیت صدر مدرس اپنے یہاں بلا لیا۔

۱۱ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ کو آپ کے والدین نے آپ کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیا۔ ابھی شادی کے بعد چند ہی دن گذرے تھے کہ آپ کے والد محترم کا انتقال ہو گیا۔ ۱۳۴۴ھ میں شاہ حجاز کی دعوت پر جمعیۃ العلماء ہند کا نمائندہ بن کر حجاز تشریف لے گئے اور

زبان عربی میں زبردست تقریریں کیں۔ ۱۳۴۸ھ میں آپ جامعہ ڈابھیل ضلع سورت تشریف لے گئے۔ اور وہاں تفسیر و حدیث پڑھاتے رہے۔ ۱۳۵۴ھ میں دارالعلوم کے پرنسپل کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ جہاں آپ نے دارالعلوم کی ترقی میں نمایاں کوشش کی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے بانی صدر کی حیثیت سے آپ نے ملک کے طول و عرض میں دورے کئے۔ پاکستان بننے پر ۶ اگست ۱۹۴۷ء کی دوپہر کو دیوبند سے افتتاح پاکستان کی تقریب میں حصہ لینے کے لیے کراچی روانہ ہوئے۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی میں جشن آزادی میں شرکت فرمائی۔ اور وہیں مقیم ہو گئے۔ ۸ دسمبر ۱۹۴۹ء کو بہاولپور کے وزیر اعظم کی درخواست پر جامعہ کی افتتاح کے لیے تشریف لے گئے۔ ۱۳ دسمبر کی شب کو بخار ہوا اور وہیں آپ کا انتقال ہو گیا۔

آپ کی ساری عمر دینِ اسلام کی خدمت میں گذری۔ آپ ایک مفسر، ایک محدّث اور ایک جانباز مجاہد تھے۔ آپ نے اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے مختلف کتابیں لکھیں۔ قرآن کی تفسیر اور مسلم کی شرح شاہکار کتابوں میں سے ہیں۔ ذیل میں آپ کی کتابوں کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱) تفسیر عثمانی :۔ آپ کی تصانیف میں جس کتاب کو سب سے زیادہ مقبولیت ملی ہے وہ تفسیر عثمانی ہے۔ تفسیر عثمانی علم و تحقیق کا مرقع، اسرار و رموز کا پیکر، مطالب و معانی کا بحرِ بیکراں ہے۔ اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعتاً قرآن کریم انسانوں کی ہدایت

کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ اس کو پڑھنے سے آنکھوں میں نور، دل میں سرور کی موجیں امنڈنے لگتی ہیں۔ تفسیر عثمانی جامع و مانع، متوسط قدیم و جدید خیالات و روایات کی سیرابی کا سامان اور نئے تقاضوں کا مداوا ہے۔

مولانا عثمانی نے قرآن کی تفسیر کب سے شروع کی کسی کو معلوم نہیں ہے لیکن ان کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ دس محرم ۱۳۳۶ھ تک آپ نے سات پاروں کی تفسیر مکمل کر لی تھی۔ بہر حال ۱۰ محرم ۱۳۳۶ھ کے بعد یہ سلسلہ برابر جاری رہا اور ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو قرآن کریم کی تفسیر آپ نے دیوبند میں مکمل کی۔ پانچ سال کے بعد اس کا پہلا ایڈیشن مولوی محمد حسن بجنوری نے شائع کیا۔ مولانا عثمانی کی تفسیر کے فارسی ترجمہ کو افغانستان میں تین جلدوں میں شائع کیا گیا۔ اور ہر جلد میں دس دس پارے رکھے گئے۔ اور اب پاکستان میں تاج کمپنی اور حاجی وجیہہ الدین صاحب نے بھی یہ تفسیر قرآن کریم کے حاشیے پر شائع کی ہے۔

۲۔ فتح الملہم شرح مسلم :۔ مذہب اسلام کی مقدس کتابوں میں قرآن کریم کے بعد تیسری اور بخاری کے بعد دوسری کتاب علم حدیث میں مسلم ہے۔ مولانا نے اس کتاب کی تین جلدوں میں شرح لکھی ہے۔ جس سے مولانا کے علم کی وسعتوں، بلندیوں، گہرائیوں اور مبلغ علم و فکر کا پتہ چلتا ہے۔ اس کتاب میں مولانا کی ذہنی اور علمی قوتیں ہر دقیق اور نازک مسئلہ پر اپنا پورا عمل دکھا گئی ہیں۔

(باقی آئندہ)